فرمان نبی ﷺ کی روشنی میں اسلام کا معاشی نظام

مسرور علی قریشی ☆

'' قال یا قوم ارئیتم ان کنت علی بینة من ربی و رزقنی منه رزقاً حسناً- وما ارید الا الاصلاح ما استعطت. وما توفیقی الا باللّٰہ علیه توکلت و الیه انیب '' - (۱)

ترجمہ : کیا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں خود اس کے خلاف کرنے لگوں میں تو جہاں تک ہو سکے سنوارنا ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے- میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں-

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالٰی نے حضرت شعیب علیہ السلام کے اس قول کا ذکر فرمایا جو انہوں نے اپنی قوم کی اصلاح کے لئے بیان کیا-

اس سے اس بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ بعثت انبیاء کا بنیادی مقصد اصلاح معاشرہ ہے اور اصلاح کا یہ عظیم کام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء نے اپنے اپنے حالات کے مطابق سرانجام دیا- لیکن ان برگزیدہ ہستیوں کے بعد ان کے پیروکاروں نے ان کی تعلیمات میں ردوبدل کر دیا اور پھر ایک ایسی ہستی کو مبعوث فرمایا گیا جس نے تعلیمات الٰہی کی روشنی میں نہ صرف اپنی قوم بلکہ پوری دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا- یہ ہستی یعنی حضرت محمد ﷺ آج سے چودہ سو بہتر برس قبل اس دنیا میں رحمتہ اللعالمین بن کر آئی اور اپنی اسی رحمت سے کام لیتے ہوئے اس نے کائنات کی

☆-اسسٹنٹ پروفیسر سابق چیئرمین ، شعبہ علوم اسلامی وفاقی گورنمنٹ اردو کالج، کراچی

ساری تاریکیوں اور ظلمتوں کو روشنی سے بدل دیا اور انسانی معاشرے کی تمام خرابیوں کو جڑ سے نکالتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح اس طرح فرمائی کہ چند برسوں میں صدیوں سے بگڑا ہوا معاشرہ ایسا بدلا کہ آئندہ کئی نسلوں کے لئے ایک مثالی معاشرہ بن گیا- گویا آپ ﷺ نے بہت ہی قلیل عرصے میں دنیا بھر میں سب سے بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح نہایت عمدہ اور احسن طریقے سے فرمائی-

آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے کی اصلاح فرمائی اور معاشرے کا کوئی پہلو ایسا نہ رہا جس تک آپ ﷺ کی نگاہ نہ پہنچی ہو-

آیئے آیت مذکورہ (سورہ ھود، شمار-۸۸) کی روشنی میں اصلاح معاشرہ کے لئے حیات طیبہ کی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہوئے ''رزقًا حسناً'' کے حوالے سے اصلاح معاشرہ کے لئے حضور اکرم ﷺ کے عطا کردہ نظام معیشت کو زیر بحث لائیں کیوں کہ مفسرین نے آیت مذکورہ میں رزقاً حسناً سے مراد نبوت ورسالت، ہدایت اور مال حلال کے لئے ہیں-

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام کے معنی اطاعت کے ہیں- یعنی اللہ کی اطاعت اور اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی تعلیمات نہایت جامع، مکمل، وسیع اور پوری انسانی زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں- یہ انفرادی اور اجتماعی زندگی، دونوں کے لئے ہدایات فراہم کرتا ہے- اسلام میں جس قدر اہمیت عبادات واخلاقیات کی ہے اسی قدر معاشرتی، سیاسی اور معاشی نظام کی ہے-

جہاں تک اسلام میں معیشت کا تعلق ہے تو مال و دولت ایک ایسی آزمائش ہے جس کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ انسانوں کے اعمال و تصرفات کا امتحان لیتے ہیں کیوں کہ معاشی طور پر مستحکم ایک فرد اگر اپنے مال و دولت کو دوسرے افراد کی خدمت، خوشحالی، بہبود اور مفاد عامہ کے کام میں استعمال کرتا ہے تو دوسرا فرد اس کے برعکس اللہ کی مخلوق کو اپنے مال و زر سے تنگ کرتا ہے اور تکلیف و نقصان پہنچانے کا سبب بنتا ہے- اس طرح ایک کے لئے یہ دولت باعث سعادت ہے تو دوسرے کے لئے باعث شقاوت- لہذا واضح ہوا کہ مسئلہ اس نقطہ پر موقوف ہے جسے مال کے تصرف کے لئے افراد یا معاشرہ استعمال کرتا ہے یعنی جو معاشرہ دولت کو اپنے حالات کی بہتری اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وسیلہ کے طور پر استعمال کرتا ہے تو یہ دولت اس کے حق میں سراپا نعمت اور خیر وبرکت ہوتی ہے اور اگر وہ دولت کو مقصود بالذات قرار دے تو یہی دولت اس کے معبود کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے جس کے حصول کے لئے وہ حق وباطل کی تمیز کئے بغیر اس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور اس سے کمزوروں کو محروم کر کے صرف طاقت ور ہاتھوں تک محدود کر

دیتا ہے جس سے معاشرہ افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے اور ہر طرح کی برائیاں اس میں جنم لینا شروع کر دیتی ہیں اسی لئے اپنے آخری رسول ﷺ پر نازل کردہ کتاب میں رب العالمین نے دولت کو آزمائش و امتحان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

'' واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنة و ان الله عنده اجر عظیم ''۔ (۲)

ترجمہ: اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

اب یہ صورت حال انسان کے لئے بڑی عجیب و غریب اور حیران کن ہے کہ ایک طرف تو اسے فطرت انسانی اپنی طرف کھینچتی ہے جو اس کے اطمینان اور دنیوی اور اخروی منفعت کے لئے اسے سرگرم عمل بنانا چاہتی ہے اور دوسری طرف اس کے وہ سرشت زور لگاتی ہے جو اس کے دل میں بالادستی اور دوسروں پر برتری کی خواہش پیدا کرتی ہے۔ لہذا اسلام انسان کی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح اس شعبہ میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔ اگر ایک طرف ایسے مالی تصرف کو حرام قرار دیتا ہے جو خود خرچ کرنے والے، اس کے اقارب اور معاشرہ کے لئے ضرر کا موجب ہو۔ مثلاً جوا، شراب، ناجائز جنسی خواہشات کی تکمیل، لہو و لعب اور رقص و سرور وغیرہ میں دولت کو ضائع کرنا۔ تو دوسری طرف دولت کو خرچ نہ کرتے ہوئے گن گن کر رکھ چھوڑنے والا قابل گرفت ہے۔ ایسے شخص کے لئے خرابی ہی خرابی ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں بڑے واضح انداز سے فرمایا گیا کہ:

''خرابی ہے اس شخص کے لئے جو مال جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں وہ تو ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا۔ اور تم کو کیا معلوم حطمہ کیا ہے، وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک چڑھ جائے گی۔ بے شک وہ ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں''۔ (۳)

حقیقت یہ ہے کہ معیشت کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو حل کئے بغیر انسان کے لئے سلامتی و یک جہتی کا حصول ناممکن رہتا ہے۔ خصوصاً آج کی دنیا میں اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے اور مسئلہ صرف یہی

نہیں کہ ایک فرد کی معاشی آزادی کے بغیر سیاسی آزادی بے معنی ہو جاتی ہے اور معاشرے کے لئے معاشی انصاف کے بغیر سکون، سلامتی اور یک جہتی کا حصول ناممکن رہتا ہے بلکہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ دنیا میں دولت کی فراوانی، وسائل پیداوار کی ترقی اور معاشی ارتقاء کے باوجود غربت، افلاس، بے روزگاری اور معاشی و معاشرتی ظلم کا دور دورہ ہے اور آج بھی کروڑوں انسان رات کو بھوکے سوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ تمام تر ترقی کے باوجود ہم مجموعی خوشحالی سے کیوں محروم ہیں اور معاشی ترقی انسان کی فلاح و بہبود کا باعث کیوں نہیں؟

دراصل ہمیں یہ مسئلہ صرف بحیثیت ایک ملک ہی کے درپیش نہیں بلکہ مسلمانوں کو پوری دنیا میں بحیثیت ملت اس سے واسطہ ہے جب کہ پوری عالمی برادری بحیثیت انسان اس سے دوچار ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایک ایسی معیشت کی بنیاد ڈالیں جو کہ ہماری ضروریات پوری کر سکے، جو ہماری تہذیب و تمدن اور نظام حیات کے عین مطابق ہو اور جو ہمارے معاشرے کی اصلاح کا سبب بنے اور یہ صرف اسی صورت ممکن ہے۔ جب ہم اس نظام معیشت کو اپنے معاشرے میں جاری و ساری کریں جس کی تعلیم رسالت مآب ﷺ نے فرمائی اس طرح ہم انسانیت کو بھوک و افلاس سے نجات دلاتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کر سکیں گے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو"۔ (۴)

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا یہ فرمان سناتے ہوئے اس باطل نظریہ کو ختم کر دیا کہ مذہب کا تعلق معیشت سے نہیں نیز قرآن کریم میں متعدد مقامات پر معاش کو فضل اللہ فرمایا گیا جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح معیشت کو بھی حدود خداوندی کا پابند بنائیں۔ اسی لئے قرآن حکیم نے مسلمانوں کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ: "مسلمان خرید و فروخت میں اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے"۔ (۵) اور ذکر اللہ کا مفہوم بڑا وسیع ہے یعنی ہر حال میں خدا کو یاد رکھنا اور اس کی رضا جوئی کے لئے کوشش کرتے رہنا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معیشت کی بنیاد تمام کی تمام احکام الہی پر ہے جسے حضور ﷺ نے عملی شکل دی اور اس طرح اسلام نے اصلاح معاشرہ کے لئے جو نظام معیشت قائم کیا اس کی بنیاد انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ (۶) یعنی کہ وہ ہم سے ہمارے فائدے کے لئے، ہماری ہی بھلائی کے لئے، ہمارے ہی کام میں خرچ کرنے کو فرماتا ہے اور وہ بھی کس طرح؟ کہ تمہارے اس طرح خرچ کرنے کا بدلہ میرے ذمہ ہے اور میں

تمہارا احسان مانتا ہوں - گویا ہم اپنے جماعتی نظام کے کاموں میں اپنے ہی طرح کے بنی نوع انسانوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے جو کچھ کریں گے اور اس کا فائدہ بھی ہمی کو ملے گا کہ وہ ہم سے محبت کریں گے، ہمارے مال کے محافظ ہوں گے - لیکن اس کا صلہ بھی اللہ نے اپنے ذمہ لیا اس لئے کہ وہ رب العالمین ہے پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا محبوب جو رحمتہ اللعالمین ہے معاشرے کی معاشی اصلاح کی طرف توجہ نہ دیتا - معاشرہ کی معاشی اصلاح کے لئے رسالت مآب ﷺ نے پہلے اس کا انتظام فرمایا کہ ان تمام امور کو روکا جائے جن کی بناء پر معاشرہ معاشی طور پر بدحالی کی طرف گامزن ہوتا ہے -

معاشرتی برائیوں کا انسداد :

معاشرہ کی معاشی اصلاح کے لئے رحمتہ اللعالمین ﷺ نے ان تمام امور سے منع فرمایا جو معاشی برائیوں کا بنیادی سبب بنتے ہیں مثلاً :

ا- ملاوٹ کی حوصلہ شکنی :

آج ہمارے معاشرے میں ملاوٹ سے کوئی چیز پاک نہیں - بات خوراک کی ہو یا ادویہ کی - اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گذرے - اس میں ہاتھ ڈالا تو نمی محسوس ہوئی - مالک نے پوچھنے پر بتایا کہ بارش کی وجہ سے ایسا ہوا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ : ’’ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں‘‘ - (۷)

۲- ذخیرہ اندوزی کی ممانعت :

معاشرے کو معاشی ابتری میں مبتلا کرنے والی دوسری چیز ذخیرہ اندوزی ہے جس سے معاشرے میں بے چینی اور فتنہ و فساد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے - اس کی اصلاح آپ ﷺ نے یوں فرمائی - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے ’’جس نے کھانے پینے کی اشیاء ذخیرہ کیں اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ کی بیماری اور تنگ دستی میں مبتلا فرمادے گا‘‘ - (۸) اور ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی خطاکار ہی کرتا ہے -‘‘ (۹)

۳- رشوت کا خاتمہ

رشوت ایک ایسی قبیح برائی ہے کہ اس کی عادت سے تسکین حاصل ہونے کے بجائے خواہشات کی آگ مزید بڑھتی ہے اس سے معاشرہ میں اعتماد، بھروسہ اور اخوت و مروت جیسی بیش بہا صفات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور معاشرے میں خود غرضی اور زر طلبی کی وبا اس تیزی سے پھیلتی ہے کہ معاشرہ کی بنیادوں کو کھوکھلا کرتے ہوئے اسے ہلاکت و بربادی سے ہمکنار کر دیتی ہے- اس موذی مرض سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے اگر ایک طرف رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت کی ہے [10] -تو دوسری طرف رشوت کے عادی معاشرے کو اس کمزوری سے آگاہ فرمایا جو معاشرے میں بزدلی پیدا کرتی ہے- آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم میں رشوت عام ہو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر رعب طاری کر دیتا ہے ''-[11]

۴- گداگری کی ممانعت :

گداگری کی لعنت کسی بھی معاشرہ کے لئے کلنک کا ٹیکہ ہے اور خصوصاً اسلامی معاشرہ پر ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی ہے- آنحضرت ﷺ نے گداگری کی مکمل حوصلہ شکنی ان الفاظ میں فرمائی-

''جس نے بغیر ضرورت سوال کیا گویا وہ دہکتے ہوئے انگارے کھا رہا ہے -''[12]

نیز فرمایا :

''سوال کرنا زخم ہے اور انسان سوال کرتے ہوئے اپنے چہرے پر زخم لگاتا ہے -''[13]

۵- سود سے اجتناب :

ہمارا آج کا معاشرہ سود پر چل رہا ہے خواہ اس کی کوئی بھی شکل ہو- سودی کاروبار سے باز رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے بڑے نفیس انداز میں اس کے نقصانات کی نشاندہی فرمائی- حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ :

''جس قوم میں سود رواج پا جائے گا اللہ تعالیٰ اس قوم کو قحط میں مبتلا کر دیں گے -''[14]

۶- ہماری ذمہ داریاں :

الحمد للہ اب ہم سب آزاد ہیں اور پاکستان کی سر زمین میں ہمیں سب کچھ میسر ہے - یہ وہ دھرتی ہے جو اپنے سپوتوں کو کبھی پیاسا نہیں رکھتی اور ہم سب یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ترقی پذیر ممالک میں سے ہے لہذا ہم پر یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنے ہم وطنوں کی پوری طرح خبر گیری کریں ورنہ اللہ کے اس عذاب سے نہ بچ سکیں گے جس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الحاقہ میں اس طرح کیا گیا ہے -

''اسے گرفتار کر کے طوق پہنا دو پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دو پھر اسے ستر گز لمبی زنجیر میں خوب جکڑ دو - اس لئے کہ یہ خدائے عظیم و برتر پر ایمان نہیں لایا تھا اور نہ ہی غریبوں کو خوراک مہیا کرنے کی ترغیب دیتا تھا-''(۱۵)

توجہ فرمایئے ان آیات قرآنی میں جو رعب و جلال ہے اس سے انسان کا دل کانپ اٹھتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے انسان کی بنیادی ضروریات کو کتنی اہمیت دی ہے - لہذا جو شخص اپنے ضرورت مند بھائیوں کی امداد کی طرف توجہ نہیں دیتا اس کا ان برکتوں میں کوئی حصہ نہیں جو اسلام کے زیر سایہ انسانوں کو نصیب ہوتی ہیں اور یہ اسلام ہی ہے جس نے لوگوں کو صرف تقدیر پر صابر و شاکر رہنے کی تلقین پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ قانونی طور پر ضرورت مند لوگوں کی کفالت کو اسلامی معاشرہ پر لازمی قرار دیا-(۱۶)

بلاشبہ قرآن کریم کی اعجاز آفرینی اور حیات طیبہ کی عملیت آج بھی اپنے شباب پر ہے - اسلام کی برکتوں اور سعادتوں کا شیریں چشمہ آج بھی رواں ہے اور رسالت مآب ﷺ کی ردائے رحمتہ اللعالمین اتنی وسیع ہے کہ ستم رسیدہ و افلاس گزیدہ انسانیت کو اس کے ظل عاطفیت میں پناہ مل سکتی ہے بشر طیکہ ہم ایمان صادق اور یقین محکم سے ان تعلیمات کو اپنائیں - اس لئے کہ آج کی مادیت گزیدہ انسانیت کو اسلام کے تریاق کی اشد ضرورت ہے - اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پاکستانی معاشرہ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر اخلاقی بلندی، روحانی بالیدگی اور معاشرتی خوشحالی کا مرقع زیبا بن جائے گا اور ہمیں وہ پاکیزہ رزق عطا ہو گا جس سے ہماری پرواز میں کوتاہی نہ ہو گی اور مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال نے ہمیں یہی تصور دیتے ہوئے فرمایا :

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

غرضیکہ معیشت کے حوالہ سے فرمان نبوی ﷺ کی روشنی میں معیشت کے خدوخال یہ ہیں[۱۷] کہ ہماری معیشت ایک اعتدال پسندانہ معاشی نظام پر مبنی ہو جس میں ملاوٹ کا سدباب کیا گیا ہو، ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے، رشوت کے برے اثرات کی نشاندہی کی گئی ہو، گداگری کو ممنوع قرار دیا گیا ہو اور سودی کاروبار سے اجتناب کرنے کو یقینی بناتے ہوئے افراط و تفریط سے پاک ایک ایسا معاشی نظام قائم کیا جائے جس کی بنیاد تمام کی تمام تر احکام الٰہی پر ہو۔ان خطوط پر قائم کردہ نظام معیشت میں معاشرے کے اس طبقے کی بنیادی ضروریات کی ذمہ داری ریاست اور صاحب حیثیت افراد پر ڈالی گئی ہو جو ناگزیر وجوہ کی بنا پر افلاس و تنگدستی کا شکار ہو تاکہ انسان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اس کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

حوالہ جات

۱- قرآن ۸۸-۱۱

۲- قرآن ۸ : ۲۸

۳- قرآن ۱۰۴، ۲تا۹

۴- قرآن ۱۰-۶۳

۵- قرآن ۷-۳-۲۴

۶- قرآن کریم میں متقین کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ''اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں-'' (سورۃ بقرہ آیت-۳)

۷- مسند احمد، الامام احمد بن حنبل، بیروت، مطبع دار صادر، ص-۵۰، الجزالثانی-

۸- سنن ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ مصر مصطفیٰ البابی، کتاب البیوع-

۹- صحیح مسلم، امام مسلم بن الحجاج القشیری، بیروت، دارالمعرفتہ کتاب البیوع-

۱۰- جامع ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، بیروت دارالکتب العربیہ، کتاب الاحکام-

۱۱- مسند احمد، الامام احمد بن حنبل، محولہ بالا، ص-۲۰۵، الجزالرابع -

۱۲- سنن نسائی، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، دہلی، مطبع مجتبائی، کتاب الزکاۃ-

۱۳- سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد اور سلیمان بن اشعث، بیروت، دارالکتب، العربیہ، کتاب الزکاۃ-

۱۴- مسند احمد- الامام احمد بن حنبل، محولہ بالا، ص ۲۰۵، الجزالرابع-

۱۵- قرآن ۶۹، ۳۰تا۳۴-

۱۶- اسلام نے زکوۃ کی فرضیت اور پھر وراثت کا عملی نفاذ کر کے ضرورت مندوں اور اقربا کی کفالت کا قانونی طور پر اہتمام کر لیا-

۱۷- کلیات اقبال، ڈاکٹر محمد اقبال، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء-